Aslaam o alaikum!!!

boht arsa sy khawahish thi k fareeq e mukhlif razakhani hazrat ki kutab k pages par mushtamil ek kitab tarteeb di jaye!!!!

is maqsad k liye banda e nacheez ny mukhtalif kutab sy istefada hasil kia jin mein sar e farist musanif e benazeer hazrat mulana abu ayoub qadri sb ki kitab dast o gireban hai!!!

Or agarche yeh ek mushkil kam tha taham mein Allama sajid khan

naqshbandi sb ka Mashkoor o mamnoon hun jinho ny is kaam ko sar anjaam deny meri madad o moawnat farmai!!!!

Dua ka talib:

saife deoband hanfi

Dast o gireban

sy liye

gaye hawalo

k scan pages par

mushtamil kitab

Baab Awaal

Ahmad raza brelvi ka ta!ruff

is baab me ahmad raza brelwi bani e firqa brelwia ka ta'aruf krwaya geya hai!!!

☆ احمد رضا خان صاحب جاہلوں کے پیشوا:

۱) فاضل بریلوی اپنے عہد کے جلیل القدر عالم تھے مگر علمی حلقوں میں اب تک صحیح تعارف نہ کرایا جاسکا۔ جدید تعلیم یافتہ طبقہ تو بڑی حد تک نابلد ہے۔ چنانچہ ایک مجلس میں یہ راقم بھی موجود تھا ایک فاضل نے فرمایا کہ مولانا احمد رضا خان کے پیرو تو زیادہ تر جاہل ہیں۔ گویا آپ جاہلوں کے پیشوا تھے۔ (فاضل بریلوی اور ترک موالات ص 5 ڈاکٹر مسعود بریلوی)

بہ نسخہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی خدمت میں ارسال کر دیا گیا جو اب ہدیۂ قارئین ہے۔

فاضل بریلوی علیہ الرحمہ اپنے عہد کے جلیل القدر عالم تھے مگر علمی حلقوں میں آپ کا صحیح تعارف نہ کرایا جا سکا۔ جدید تعلیم یافتہ طبقہ تو بڑی حد تک بالکل نابلد ہے چنانچہ ایک مجلس میں جہاں یہ راقم بھی موجود تھا ایک فاضل نے فرمایا کہ "مولینا احمد رضا خان کے پیرو تو زیادہ تر جاہل ہیں" گویا آپ جاہلوں کے پیشوا تھے، انا للہ و انا الیہ راجعون ——

nazar ki hifazat or alahazrat sb

3 saal ki umar mein tawaifo ko dekh k

kameez akhu par rakhna or jinsiyat ki

tehqiq k mutaliq ahmaq mujadad ki

zindagi k ek pehlo par nazar kijeye jis

sy pata chalta hai k 3 saal me he

jinsiyat par ajeeb falsafa kesy dai!!!!

mulahiza ho faizan e alahazrat ka page

no 87

کمرے میں لے گئے اور اندر سے کواڑ بند کر کے اعلیٰ حضرت کو فرنی کا ایک ٹھنڈا پیالہ اٹھا کر دیا اور فرمایا کہ کھالو! آپ نے فرمایا میرا تو روزہ ہے۔ اُنھوں نے فرمایا کہ بچوں کے روزے یوں ہی ہوا کرتے ہیں کمرہ بند ہے نہ کوئی آ سکتا ہے نہ دیکھ سکتا ہے۔ تو اعلیٰ حضرت نے عرض کی کہ "جس کا روزہ رکھا ہے وہ تو دیکھ رہا ہے" اس پر باپ آبدیدہ ہو گئے۔ اور خدا کا شکر ادا کیا کہ خدا کے عہد کو یہ بچہ کبھی فراموش نہ کرے گا۔ جس کو بھوک پیاس کی شدت، کمزوری اور کم سنی میں بھی ہر فرض کی فرضیت سے پہلے وفائے عہد کی فرضیت کا اتنا لحاظ و پاس ہے۔

(سیرت اعلیٰ حضرت از مولانا حسنین رضا خان مطبوعہ کراچی ص 87)

محافظتِ نگاہ:

آپ کی بچپن ہی سے یہ عادت رہی کہ اجنبی عورتیں اگر نظر آ جاتیں تو کرتے کے دامن سے اپنا منہ چھپا لیتے۔ آپ کی عمر شریف جب کہ محض چار سال کی تھی ایک دن صرف بڑا سا کرتہ زیب تن کئے ہوئے دولت کدہ سے باہر تشریف لائے تو آپ کے سامنے سے چند بازاری طوائفیں گزریں، جنہیں دیکھتے ہی آپ نے کرتہ کا دامن چہرہ پر ڈال لیا، یہ حالت دیکھ کر ان میں سے ایک عورت بولی "واہ میاں صاحبزادے! آنکھیں ڈھک لیں اور ستر کھول دیا" آپ نے اسی عالم میں بغیر اُن کی طرف نگاہ ڈالے ہوئے برجستہ جواب دیا "جب آنکھ بہکتی ہے تو دل بہکتا ہے اور جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے"۔

آپ کے اس عارفانہ جواب سے وہ سکتہ میں آ گئیں۔ آپ کے اس مبارک عمل اور حیرت انگیز جواب کے پیش نظر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب آپ ننھی سی عمر میں اس قدر فکر و شعور رکھتے تھے تو پھر دامن کی بجائے اپنے ہاتھوں ہی سے کیوں نہ آنکھیں چھپالیں کہ اس صورت میں اپنا ستر بے پردہ نہ ہوتا اور مقصد بھی حاصل رہتا، لیکن تھوڑی سی توجہ کے بعد یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ اگر آپ ہاتھوں ہی سے آنکھیں چھپا لیتے تو اس طوائف کا مسخرہ آمیز سوال نہ ہوتا اور نہ اُس کو وہ نصیحت آموز جواب ملتا جو آپ نے دیا اور نہ گزرنے والے دوسرے سامعین کو وہ سبق ملتا جو بصیرت افروز ہے۔ پھر آپ نے بالقصد وہ طریقہ اختیار نہ فرمایا بلکہ من جانب اللہ غیر ارادی طور پر آپ نے دامن سے آنکھیں چھپائیں کہ بچپنے کی اداؤں ہی ہوا کرتی ہے یہ اور بات ہے کہ اس ننھی ادا میں علم النفس کے حقائق پوشیدہ تھے "ذَالِكَ فَضلُ اللّٰهِ يُؤتِيهِ مَن يَشَاءُ"

(سوانح امام احمد رضا از علامہ بدرالدین قادری مطبوعہ سکھر ص 117)

یکتائے روزگار:

اعلیٰ حضرت کا بچپن شریف تقویٰ و پرہیز گاری میں ضرب المثل تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عہد طفلی میں بھی یکتائے روزگار تھے۔ بریلی میں ایک بہت بڑے زمیندار حاجی محمد شاہ خاں صاحب رہتے تھے جو اعلیٰ حضرت سے عمر میں بڑے تھے۔ ایک مرتبہ یہ اعلیٰ حضرت کے دروازہ کی جاروب کشی کر رہے تھے۔ لوگوں نے پوچھا کہ کیا بات ہے اتنے بڑے آدمی ہو کر یہ کیا کر رہے ہیں۔ حاجی صاحب نے جواب دیا عمر میں حضور سے بڑا ہوں، اُن کا بچپن دیکھا۔ جوانی دیکھی اور اب بڑھاپا دیکھ رہا ہوں، ہر حال میں یکتائے زمانہ پایا تب ہاتھ میں

Mirza qadiyani ka bhai ahmaq mujadad ka ustad tafseel faizan e alhazrat ka page 89 mulahiza ho

saife deoband hanfi

اس وقت تک ان بزرگ کا قول بالکل مطابق ہوا

(حیاتِ اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین بہاری مطبوعہ لاہور ص85)

اللہ کرم کرے :

''ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت'' حصہ چہارم میں **اعلیٰ حضرت** رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بچپن کا ایک واقعہ یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

بریلی میں ایک مجذوب بشیر الدین صاحب اخوندزادہ کی مسجد میں رہا کرتے تھے۔ جو کوئی ان کے پاس جاتا کم سے کم پچاس گالیاں سناتے۔ مجھے اُن کی خدمت میں حاضر ہونے کا شوق ہوا، میرے والدِ ماجد کی ممانعت، کہ کہیں باہر بغیر آدمی کے ساتھ لیے نہ جانا۔ ایک روز رات کے گیارہ بجے اکیلا اُن کے پاس پہنچا اور فرش پر جا کر بیٹھ گیا۔ وہ حُجرہ (یعنی مسجد کے متصل ایک چھوٹا کمرہ) میں چارپائی پر بیٹھے تھے، مجھ کو بغور پندرہ بیس منٹ تک دیکھتے رہے، آخر مجھ سے پوچھا: صاحبزادہ! تم مولوی رضا علی کے کون ہو؟ میں نے کہا: میں ان کا پوتا ہوں۔ فوراً وہاں سے جھپٹے اور مجھ کو اٹھا کر لے گئے اور چارپائی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: آپ یہاں تشریف رکھیے۔ پوچھا: کیا مقدمہ کے لیے آئے ہو؟ میں نے کہا: مقدمہ تو ہے لیکن میں اس لیے نہیں آیا ہوں، میں صرف دعائے مغفرت کے واسطے حاضر ہوا ہوں۔ قریب آدھے گھنٹے تک برابر کہتے رہے، **اللہ** کرم کرے، **اللہ** کرم کرے، **اللہ** کرم کرے، **اللہ** رحم کرے، **اللہ** رحم کرے۔ اس کے بعد میرے منجھلے بھائی (مولوی حسن رضا خان صاحب) ان کے پاس مقدمہ کی غرض سے حاضر ہوئے۔ ان سے خود ہی پوچھا: کیا مقدمہ کے لیے آئے ہو؟ اُنہوں نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا، مولوی صاحب سے کہنا ''قرآن شریف میں یہ بھی تو ہے۔

'' نَصۡرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتۡحٌ قَرِيۡبٌ''

ترجمہ کنز الایمان : اللہ کی مدد اور جلد آنے والی فتح۔ (الصف آیت ۱۳)

بس دوسرے دن ہی مقدمہ فتح ہو گیا۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت مکتبۃ المدینہ ص490)

تکمیلِ مروجہ علوم

اُردو فارسی کی ابتدائی کتابیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنابِ مرزا غلام قادر بیگ بریلوی علیہ الرحمہ سے پڑھیں، بعد میں انہی مرزا صاحب نے آپ سے **''ہدایہ''** کا سبق لیا۔ گویا آپ ان کے شاگرد بھی تھے اور استاذ بھی۔

مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں ''میں نے جنابِ مرزا صاحب مرحوم ومغفور کو دیکھا تھا، گورا چٹا رنگ، عمر تقریباً 80 سال داڑھی سر کے بال ایک ایک کر کے سفید، عمامہ باندھے رہتے، جب کبھی **اعلیٰ حضرت** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لاتے تو آپ بہت ہی عزت وتکریم کے ساتھ پیش آتے۔ ایک زمانے میں جنابِ مرزا صاحب کا قیام کلکتہ میں تھا وہاں سے اکثر سوالات جواب طلب بھیجا

misal mash'hoor hai jesi roh

wesy farishtey yehi hall

ahmaq mujadad ka hoa.jahilo

ko mushaqat ki kia

zaroorat??ahmaq mujadad

ko bagher mehnat o

mushaqat k khalafat mil

gai.dekheye almazan ka

ahmad raza no 367

امام احمد رضا کا

سوانحی خاکہ

از :- حافظ موسیٰ اسماعیل لنکاسٹر (یو کے)

انسانوں میں تین قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو جانوروں کی طرح پیٹ بھر لینا اپنے ہی مفاد کی خاطر دنیا کا ہر کام انجام دینا ایک چمگادڑ کی طرح دنیا کی نگاہوں سے اپنے آپ کو چھپا کر زندگی گذارنا اور ایک روز بڑی ہی خاموشی کیساتھ اس دنیا سے چلا جانا اپنی زندگی کا مقصد سمجھتے ہیں ایسے لوگوں کی دنیا میں اکثریت ضرور ہے مگر دنیا کو نہ ایسے لوگوں کے آنے کی پرواہ ہوتی ہے اور نہ جانے کی کیونکہ ایسے لوگوں کی زندگی پہاڑوں اور جنگلوں کے خودرو درختوں کی طرح ہوتی ہے جو اپنے آپ اُگتے ہیں پروان چڑھتے ہیں اور ختم ہو جاتے ہیں ان سے کوئی خاص فائدہ کسی کو نہیں ہوتا۔

دوسری قسم کے لوگوں کی زندگی کا معیار کچھ بلند ہوتا ہے اور ان کی عملی زندگی ایک مخصوص حد میں ہوتی ہے ان کی زندگی ایک ایسے چراغ کی طرح روشن ہوتی ہے جس سے آس پاس کے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں اور جب ایسے لوگوں کی اس دنیا سے رخصتی ہوتی ہے تو ان کی ذات سے مستفید ہونے والے جی بھر کر آنسو بہاتے ہیں اور کچھ وقت تک ان کی یاد اپنے دلوں میں قائم رکھتے ہیں ایسے لوگوں کی موت سے دنیا کے کسی گوشہ میں کچھ اداسی ضرور پیدا ہو جاتی ہے مگر دنیا پر اس اداسی کا کوئی خاص اثر نہیں ہوتا۔

اب رہ گئے تیسری قسم کے لوگ تو ایسے لوگ بہت کمیاب ہوتے ہیں اور ان کی اس کمیابی سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کی زندگی بڑی نایاب اور نہایت ہی کارآمد ہوتی ہے ایسے لوگ دنیا میں چاند اور سورج کی طرح نمایاں ہوتے ہیں اور اپنی مبارک شعاعوں اور کرنوں کو ہر خاص و عام پر نچھاور کرتے رہتے ہیں ان کی زندگی کا ہر کارنامہ لامحدود ہوتا ہے ایسے ہی لوگ جب دنیا سے کوچ کرتے ہیں تو دنیا کے ذرہ ذرہ پر غمناک اداسی چھا جاتی ہے اور زمانہ کبھی نہیں بھولتا بس ایسے لوگ یادگار زمانہ بن جاتے ہیں۔

انہیں یادگار زمانہ انسانوں میں چودھویں صدی ہجری کا عظیم مجدد حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں جنھوں نے اپنی بے مثال تجدیدی صلاحیتوں سے شجر اسلام کو ایک عجیب نکھار بخشا۔

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت شہر بریلی شریف کے محلہ جسولی میں آپ کے آبائی مکان میں ہوئی۔ ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ روز شنبہ وقت ظہر مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء میں آپ نے اس دار فانی میں جلوہ فرمایا۔ تاریخی نام المختار ہے۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام حضرت مولانا نقی علی خان تھا۔ حضور کے آبا و اجداد قندھار کے موقر قبیلہ بڑھیچ کے پٹھان تھے شاہان مغلیہ کے دور میں وہ لاہور آئے اور معزز عہدوں پر فائز رہے لاہور کا شیش محل انہیں کی جاگیر تھا پھر وہاں سے دہلی ہوتے ہوئے بریلی تشریف لائے اور یہ معزز خاندان وہیں مستقل طور پر مقیم ہو گیا۔

آپ کے جد امجد نے آپ کے عقیقہ کے دن ایک خوشگوار خواب دیکھا جس کی تعبیر یہ تھی کہ یہ فرزند فاضل و عارف ہوگا چار سال کی عمر میں قرآن ناظرہ ختم کیا اور چھ سال کی عمر میں ماہ مبارک ربیع الاول شریف میں منبر پر بہت بڑے مجمع میں میلاد شریف پڑھا تمام علوم درسیہ معقول و منقول سب اپنے والد ماجد سے حاصل کر کے بتاریخ ۱۴ ماہ شعبان ۱۲۸۶ھ میں فاتحہ فراغ کیا اور اسی دن ایک رضاعت کا مسئلہ لکھ کر والد ماجد صاحب کی خدمت میں پیش کیا جواب بالکل صحیح تھا والد ماجد صاحب نے ذہن نقاد و طبع وقاد دیکھ کر اسی دن سے فتویٰ نویسی کا کام آپ کے سپرد فرمایا۔ ۱۲۹۴ھ میں عالیجناب حضرت سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہوئے اور خلافت بھی پائی۔

حضرت مولانا سید ابوالحسین نوری نے حضرت سید آل رسول سے عرض کی کہ حضور نے بغیر شفقت و مجاہدہ کے کیسے امام احمد رضا کو خلافت دے دی۔

مرشد برحق نے فرمایا کہ اور لوگ زنگ آلود میلا کچیلا دل لیکر آتے ہیں اس کی صفائی اور پاکیزگی کے لئے مجاہدات طویلہ و ریاضات شاقہ کی ضرورت پڑتی ہے اور احمد رضا صاف ستھرا پاکیزہ دل لیکر ہمارے پاس آئے ان کو صرف اتصال نسبت کی ضرورت تھی اور مرید ہوتے ہی حاصل ہو گئی پھر مزید یہ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس بات کی بہت بڑی فکر رہتی تھی کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ لے آل رسول! تو میرے

Bhool jana alahazrat ki adat thi jesa k zafar u deen behari ny hayat e alahazrat me waqia likha k janab ahmaq mujadad kesy ainak sar par rakhe bhol gaye dekhiye hayat e alazrat page no 64

ں ہو جائیں گے
اہی اتفاق ہوتا
ضرت باہر آکی
ہیں ہوتے تو
ارتیں پہلے مصافحہ
سائبان میں تکالین
ع ہو گیا افسوس
ا ہو جاتے ہیں

یہ تھی کہ تصنیف
شاسوتی صاحب
ہی باہر ہو تشریف
ب باہر ہی بیٹھے

لکھتے رہتے کہ حقہ بھرنے کو خادم گیا اس وقت حضرت نے حقہ چھوڑ دیا عادت کریمہ تھی کہ
جب تک لکھتے یا کتاب دیکھتے چشمہ لگائے رہتے جب لکھنا موقوف فرماتے عینک کو پیشانی
کے اوپر چڑھا لیتے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اعلحضرت کی نگاہ شورٹ سائٹ تھی یعنی دور کی نگاہ
اچھی نزدیک کی کمزور تھی جیسا کہ عام طور پر بوڑھے لوگوں کی نگاہ ہوا کرتی ہے اسی لیے لکھنے پڑھنے
کے وقت چشمہ لگا لیا کرتے اور فارغ وقتوں میں وہ چشمہ خارج ہو جاتا اوپر چڑھا لیا کرتے تھے
اسی عادت کی وجہ سے ایک مرتبہ بہت وقت ہوئی چشمہ حضرت نے پیشانی پر چڑھا لیا
تھا کچھ دیر تک لوگوں سے باتوں میں مشغول رہے اس کے بعد کچھ لکھنا چاہا تو ذہن سے یہ بات
اتر گئی کہ چشمہ اوپر چڑھا لیا ہے چشمہ کی تلاش شروع کی . . . .
مگر چشمہ نہ ملا ـ . . . . اتنے ہی میں اتفاقیہ منہ
پر ہاتھ پھیرا تو چشمہ پیشانی پر سے ڈھلک کر آنکھوں پر آ رہا غرض چشمہ پیشانی پر چڑھا کر حضرت

Ahmaq mujadad shidat pasand tha
jesa k almizan k ahmad raza nomber
mein iqrar mojood hai dekhiye almizan
ka ahmad raza nomber 31

ہیں کہ یہ بدگمانی مولانا ابوالحسن علی ندوی کے والد محترم عبدالحئی لکھنوی کو بھی تھی، اپنی کتاب نزہتہ الخواطر میں امام احمد رضا کے بارے میں وہ لکھتے ہیں کہ

"دشمنی و خصومت میں بہت ہی سخت تھے، اپنی ذات اور اپنے علم پر گھمنڈ کرتے تھے، ہر اصلاحی تحریک کے پیچھے پڑ جاتے تھے"

(نزہتہ الخواطر کا مدلل اور مکمل جواب بڑے ستھرے اور معقول انداز میں عالیجناب محترم حکیم خلیل صاحب لکچر رطبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علیگڑھ نے تحریر فرمایا ہے جس کی پہلی قسط امام احمد رضا نمبر میں شریک اشاعت ہے)

مولانا لکھنوی کی اس بیزاری کا پس منظر یہ ہے کہ ۱۸۹۳ء میں جب ندوۃ العلما کی تاسیس کے لئے علمار کا اجتماع ہوا تو امام احمد رضا نے بھی شرکت فرمائی تھی، بعد میں جب امام کے فکر رسا ذہن نے انگریزی سامراجیت کو بھانپ لیا، جو علمار ہی کے ہاتھوں رسول دشمنی کا بیج بونا چاہتی تھی تو فوری اس سے علیحدہ ہونے کا اعلان فرمایا اور اس سلسلے میں اپنے موقف کے اظہار کے لئے ضروری و اہم رسائل تصنیف فرمائے جس نے بہت سارے علمار کی آنکھوں سے فریب کا پردہ اٹھایا۔ امام احمد رضا کے اس مومنانہ اختلاف کو دشمنی خصومت، غرور، اور سخت گیری سے تعبیر کیا جانے لگا۔ غور کرنے کی بات ہے کہ اگر امام احمد رضا سخت گیر جھگڑالو گھمنڈی ہوتے تو تاسیس ندوہ کی میٹنگ میں شرکت ہی نہ کرتے امام احمد رضا کی شرکت ان کے اخلاقی اقدار کا بین ثبوت ہے، اور سازشوں کی اطلاع کے بعد ندوہ کی کھلی مخالفت جرأت مومنانہ کی واضح دلیل ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ فی نفسہ مزاج میں شدت کیا مذموم ہے؟ بتایا جائے کہ اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّار کس کے لئے ارشاد ہے؟ اَلْبُغْضُ لِلّٰہ کا مخاطب کون ہے؟

بیشک امام احمد رضا کے مزاج میں شدت و حدت تھی ایک سوال کے جواب میں امام نے فرمایا کہ

حدیث میں ہے کہ میری امت کے علمار کو گرمی پیش آئے گی،
قرآن کی عزت کے سبب جو ان کے دلوں میں ہے۔ (الملفوظ ۲)

نرم روی کی واضح ہدایت!

امام احمد رضا شدید تھے ان لوگوں کے لئے جو قوم و ملت کو مٹانے کا سازشی ذہن رکھتے تھے، ورنہ نرم مزاجی اور سنجیدہ ذہنی کا یہ عالم تھا کہ اپنے تو اپنے صلح کل اور مذبذب قسم کے لوگوں کے ساتھ بھی نرم روی

يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی کی جو ابجی ملاحظہ ہو کر اپنی حقیقی بھسم کرنا راہ کشی ہو کر حضرت مولانا محمد انوار اللہ
صاحب مدظلہ العالی صدر الصدور صوبہ دکن کا دامن پکڑا اور جسے آنکو فاضل بریلوی کیساتھ مخاطب کیا اسی کو
آپنے تجاہل مجہول فرمایا۔ اس پر بس نہ کرکے اپنے کو ایسا آسمان پر چڑھایا کہ جسکے رسالہ کی تردید لکھی اسی کیساتھ تحفہ
کو جار بتایا۔ تمام مذاہب شیخ الوقت کی بے محل تردید کو رسالہ کا حجم بڑھایا جس رسالہ (القول الاظہر) کی تردید لکھی
انکی طرف اسقدر اعتنا کیا کہ اسکے بارہ مضامین کو ایک مضمون کر کے ایک حصہ کے ایک جز کے ساتھ دو سوال بار کیا
پھر اپنی صفات لازمہ تعلی و سخت کلامی و فحش گوئی لے تو پہلو دار گوئی کا تماشا دکھایا۔ جسکی یادداشت میں یہ رسالہ لکھی ہے

تجلیاتِ انوار المعین

نمودار ہوا جسمیں نہ صرف انکے اوہام و شکوک کا قلع قمع کیا بلکہ اسکے ضمن میں انکے خصوصیات کا اس طرح اظہار کیا جس سے
انکی باطنی مذہب کا مرقع الٹ گیا۔ اخیر میں مسئلہ اذان سے متعلق چند ضروری فہمائشوں کے بعد انکے فضائل و کمالات کا شمار
کیا۔ جنکے ذریعہ انکا مظہر اسم جلال ہونا ثابت کرکے انکی مصطلحہ مجددیت کو پایۂ ثبوت تک پہنچایا۔ اس رسالہ میں نہ
صرف انکے چند طالبعلمانہ شبہات کی استیصال پر اقتصار ہے بلکہ اسمیں انکے فضائل و کمالات کا بھی شمار ہے جنسے نہ صرف
القول الاظہر سے انکے شکوک کو اٹھایا بلکہ بعض معاصرین پر سے بھی انکے مطاعن کو زائل کرکے حق اخوت دینی ادا کیا

مرتبہ فقیر معین الدین اجمیری کان اللہ لہ خادم دار العلوم معینیہ عثمانیہ و انجمن جمعیۃ انوار خواجہ اجمیر شریف

حسب فرمائش و ارشاد جناب مولوی ظہور محمد صاحب رئیس چیاپڑ (مارواڑ) زاد اقبالہم

باہتمام و تصحیح تام بندہ محمد معظم علی نجیب آبادی تلمیذ حضرت مصنف علام اجمیری مدظلہ

محمد اشفاق حسین صدیقی نے اپنے مطبع صدیقی میں چھاپا

اور

حضرت مولنا مولوی معین الدین صاحب صدر المدرسین مدرسہ معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف نے شائع کیا

Jesa k ap pehly dekh chukey k ahmaq mujadad sb shidat pasand tha isi shidat pasandi ko moeen u deen ajmeri sb yu byan krte hain

Alahazrat ny ek dunia ko wahabi kr dala. aisa bad naseeb wo kon hai jis par ap ka khanjar e wahabiyat na chala ho tajaliyat eanwar ul moeen page number 42

Wahabi or khud kush alahazrat

moeen o deen ajmeri sb kuch yo likhte hain k khilqat kehti hai wo alahazrat jo apne ap ko wahabi kush zahir farmate hain bila akhar khud wahabi sabit hoye or is tarha wo bjaeey wahabi kush k khud kush hain

tajaliyet e anwar ul moeen page 42

اعلیٰحضرت کے دونوں شعر نہایت پسند ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ اعلیٰ حضرت کے اصول کے موافق ان دونوں شعروں میں گستاخی و بے ادبی ہے مگر ہمارا ذوق طبیع اس پر مجبور کر رہا ہے کہ ان کی حسن و خوبی کا اظہار کریں خصوصاً دوسرا شعر بلاغت کے اعلیٰ درجہ پر پہنچا ہوا ہے جو اہل مذاق سے مخفی نہیں۔ **شرارہ جلال ۶۔** پرچہ شمس الصوم میں ہے۔ آسمان و زمین چکر کھایا کرتے ہیں۔ اس پر صدر الفراز صفحہ ۹ میں اس طرح غضب کی بجلی کوندی۔ کیا خوب آسمان تو آسمان زمین بھی گردش کرتی ہے۔ نصاریٰ کا اتباع اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔ کیا خوب نصاریٰ صرف زمین کو متحرک مانتے ہیں آسمان ان کے نزدیک کوئی چیز نہیں یہ اعلیٰحضرت نے خوب کہی کہ نصاریٰ کے نزدیک آسمان و زمین دونوں حرکت کرتے ہیں۔ اگر یہ نہیں تو پھر اتباع کے کیا معنی۔ غرض تکفیر و تفسیق کی ایک دھن سوار ہے انتہا ہو گئی۔ **شرارہ جلال ۷۔** اہل بدایوں کے پرچہ مذاکرہ علمیہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی نسبت مرقوم ہے۔ کہ یہ ایک ایسی نعمت ہے۔ کہ واللہ اس کے مقابلہ میں دنیا و آخرت کی تمام نعمتیں ہیچ ہیں۔ اس پر اعلیٰحضرت بہت بگڑے چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ آخرت کی اعظم نعمت دیدار الٰہی و رضوان اکبر ہے ان کو ہیچ کہنا کونسی دینداری ہے۔ صدر الفراز صفحہ ۸ اہل بدایوں کے قلوب میں تو اس بوالعجب معنی کا خطرہ بھی یقیناً نہیں گزرا لیکن اعلیٰحضرت نے مقتل کذب کید میں صراحۃً نفس اذان جمعہ ہی کو باطل قرار دیدیا جس کا اجماعی ہونا خود بدولت کے نزدیک بھی مسلم ہے۔ کلام جو تو صرف اذان کے داخل مسجد و خارج مسجد ہونے میں نہ کہ نفس اذان میں۔ دراصل یہ اعلیٰحضرت مسجد سے اذان باہر کر دینے پر قناعت نہیں فرماتے بلکہ اس کے درپے ہیں کہ نفس اذان ہی کا خاتمہ کر دیا جائے جبھی تو فرماتے ہیں۔ کہ صاف نہ کھل گیا کہ اذان جمعہ ویسی ہی شدید باطل ہے جس کے بنانے کو کوئی بھی سند نہیں ملتی۔ مقتل کذب و کید صفحہ ۳ دیکھئے صراحت اس کو کہتے ہیں کہ کتنا صاف لفظوں میں اس شعار اسلامی کا انکار کر دیا جس پر تمام امت محمدیہ کا اجماع اور اس اجماع کے خود بدولت بھی مقر پھر کس صفائی کے ساتھ اس کو باطل فرما رہے ہیں۔ بھلا اہل بدایوں کو کہاں یہ صفائی نصیب ان کی عبارت میں دیدار الٰہی کا ذکر تک نہیں اور عام طور پر یہ کلمہ حصر اضافی میں مستعمل۔ پھر بھی اعلیٰحضرت نے ان کو دیدار الٰہی کا معاذ اللہ ہیچ سمجھنے والا قرار دے دیا اب یہ دیکھنا ہے کہ اپنے اس صریح انکار کی نسبت اعلیٰحضرت کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

فضیلت ۳۔ عمل بالحدیث۔ اعلیٰحضرت اصل میں عامل بالحدیث ہیں لیکن خلقت براہ غلط فہمی ان کے بعض اقوال کی رو سے ان کو وہابی خیال کرنے لگی ہے اور اس پر متعجب ہو کر کس طرح زبان طعن دراز کرتی ہے کہ اعلیٰحضرت نے ایک کو وہابی کر ڈالا۔ ایسا بدنصیب وہ کون ہے جس پر آپ کا خنجر وہابیت نہ چلا ہو۔ وہ اعلیٰحضرت جو بات بات میں وہابی بنانے کے عادی ہوں وہ اعلیٰحضرت جن کی تصانیف کی علت غائیہ وہابیہ ہے جنہوں نے اکثر علماء اہل سنت کو وہابی بنا کر عوام کالانعام کو ان سے بدظن کرا دیا جن کے اتباع کی پہچان یہ ہے کہ وہ وعظ میں اہل حق سنیوں کو وہابی کہہ کر گالیوں کا مینہ برسائیں جنہوں نے وہابیت کے حیلہ سے علما ربانیین کی گردنوں پر وہ وہ مسائل تکفیر لگائیں کہ جن کا خطرہ حسن بن صباح جیسے مدعی امامت و نبوت کے دل میں بھی نہ گزرا ہو۔ اور جن کے فتنہ و فساد کے سامنے حسن بن صباح کے فدائی بھی گرد ہوں اگر حسن بن صباح زندہ ہو کر آ جاوے تو اس کو اعلیٰحضرت کے کمالات کے بالمقابل سوائے زانوئے ادب تہ کرنے کے چارہ کار نہ ہو غرض ایسی مقتدر جماعت کا پیشوا جن کی زبانیں سوائے ابی (؟) و ہابیت اور لعنت کے دوسرے مغلظات اشارہ و عظ میں آشنا ہی نہیں ہوئیں اگر درپردہ وہابی ثابت ہو جاوے تو پھر تعجب کی کوئی وجہ نہیں۔ یہی **خلقت** کہتی ہے وہ اعلیٰحضرت جو نئے کو وہابی کش ظاہر فرماتے ہیں بالآخر خود وہابی ثابت ہوئے اور اس طرح وہ بجائے وہابی کش کے درحقیقت خودکش ہیں۔ خلقت اپنے اس جزمی دعوے کے ثبوت میں اعلیٰحضرت کے چند اقوال پیش کرتی ہے **وہابیت اجل** ایقاظ صفحہ ۱۲ میں علماء بدایوں پر اعلیٰحضرت اس طرح طعن کرتے ہیں۔ رہے اذانیوں کے الفاظ و القاب

Jesa k ap pehly dekh chukey k ahmaq mujadad sb shidat pasand tha isi shidat pasandi me fatwe dagta tha .alahazrat or brelvio k inhe fatwo sy ajiz akar akhir ek brelvi ko qalam chalana he para.

khalil barkati sb jo brlvi hain wo kia likhte hain wo ap agle scan me dekhiye!!! (inkashaf e haq page number 9)

إِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلٰى رَبِّهٖ سَبِيلًا

ترجمہ: بے شک یہ نصیحت ہے تو جو چاہے اپنے رب کی راہ اختیار کرے

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المؤمن فتاش والمنافق لفاف

مومن تحقیق اور تفتیش کرنے والا ہوتا ہے اور منافق حق کو چھپانے والا ہوتا ہے

تلخیص الخبیر فی احکام التکفیر

انکشافِ حق

مصنفہ

حضرت مولانا مفتی خلیل احمد خاں صاحب قادری برکاتی بجنوری ثم البدایونی مدظلہ العالی

سرپرست مدرسہ ظفر العلوم ٹڑھ والی مسجد محلہ سوتھہ بدایوں یوپی

باہتمام

مولوی قاری فضیل الظفر خاں ناظم مدرسہ ظفر العلوم برھ والی

مسجد محلہ سوتھہ بدایوں یوپی

فقیر کو رب تعالیٰ نے کچھ ایسے مواقع اور حالات عطا فرمائے کہ ان فتاویٰ اور تحریرات کو بہ نظرِ غائر مطالعہ کیا ان فتاویٰ تکفیر کو ضعف و اسقام سے خالی نہ پا کر فقیر نے ان فتاویٰ کے تکفیری احکام سے کف لسان یعنی کافر کہنے سے زبان کو روک لیا کہ مسلمان کو کافر کہنے کی راہ خطرناک ہے۔

پھر حضرت فاضلِ بریلی کے فتویٰ تکفیر پر غور کیا تو یہ ثابت ہوا کہ انکے اعتبار سے تو ہندوستان و بیرونِ ہند کے لاکھوں کروڑوں مسلمان اسلام سے خارج اور کافر ٹھہرتے ہیں مکہ معظمہ کے امام و مؤذن اور نمازی۔ مدینہ منورہ کے امام و مؤذن اور نمازی پھر علمائے دیوبند کا پورا گروہ عالم و غیر عالم پھر بدایوں مدرسہ قادریہ کے علما کا سارا گروہ پھر علمائے رام پور کا پورا گروہ۔ پھر علماء لکھنؤ کا پورا گروہ مع ان کے مریدین و معتقدین و شاگردوں کے یہاں تک کہ مظہر اعلیٰحضرت مولوی حشمت علی صاحب کے فتویٰ کی رو سے جو ان کی کتاب ستر باادب سوالات میں درج ہے۔ مولوی سید محمد میاں صاحب المعروف بہ محدث اعظم کچھوچھوی بھی کافر و مرتد ہو گئے علماء بدایوں کے احکام سے حضرات مارہرہ میں حضرت مولانا سید شاہ اسمٰعیل حسن صاحب علیہ الرحمۃ اور ان کے صاحبزادے اور جانشین مولانا سید شاہ محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی نہ بچ سکے۔ حالانکہ یہ حضرات اپنی تحقیق کی رو سے فاضل بریلوی کے ساتھ تھے۔

بلکہ یوں سمجھئے ان فتاووں کے طفیل یہ کفر امور عامہ میں سے ہو گیا۔ پھر مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلفا و مریدین کوئی بھی ان تکفیری فتاووں کی لپٹ سے نہ بچ سکے یہ احکام کہ ان لوگوں سے سلام و کلام مصافحہ و معانقہ ان کا ذبح کیا ہوا گوشت ان لوگوں سے رشتہ داری وغیرہ سب حرام ہیں کے حکم عائد کر دیا۔

Ahmad raza dhoke baaz shakhs tha is ka iqrar chupe lafzo me sahib e inkashaf e haq b kr rahe hain

Wo likhte hain k fazil brelyi ny jo aqaid e kufria un ki (ulma e deoband) taraf mansoob kiye hain wo hargiz un k aqaid ni hain
(inkishaf e haq page 16)

agey b likhte hain jiska khulasa yeh hai k ahmad raza ny ulma e deoband ki ibaraat ka jo matlab lia wo hargiz ulama e deoband ka ni hai bul k unho ny apna matlab shariyat k mutabiq bta dia hai (ezaan)

====>>>>yu sabit hoa k yeh jhota mujad bala ka dhoke baaz or khain b tha

و مسلک میں دخل نہیں نہ ان میں سے کوئی چیز میرے اس مسلک و موقف کی بنیاد ہے رب تعالیٰ عالم الغیب والشہادہ علیم و خبیر ہے فقیر نے اپنے علم و تحقیق کی بنا پر خداوند عالم سبوح و قدوس کے خوف سے اور روز جزا کے ڈر سے اپنے دین و ایمان کے تحفظ کے قصد سے اپنا یہ موقف ٹھہرایا ہے ورنہ اس سے قبل فقیر خود مسئلہ تکفیر میں متشدد تھا بعد غور و تحقیق کے ثابت ہوا کہ بریلی اور دیوبند کا اختلاف اصولی اختلاف نہیں عبارات علماء دیوبند کی مطلب شناسی میں اختلاف ہے جس کو بڑھا کر عوام میں اصولی اختلاف بنا کر پیش کیا گیا ہے علماء دیوبند کے عقائد میں کوئی عقیدہ ایسا ثابت نہیں ہوا جس پر حکم کفر و ارتداد دیا جا سکے اسی طور سے علمائے مدرسہ قادریہ بدایوں کے عقائد میں کوئی عقیدہ ایسا نہیں ثابت ہوا کہ جس پر حکم کفر دیا جا سکے فاضل بریلوی مرحوم نے جو عقائد کفریہ انکی طرف منسوب کئے ہیں وہ ہرگز ان کے عقائد نہیں نہ ہم کو انکے کلام میں مضامین کفریہ کا ثبوت شرعی طور پر ہوا لہٰذا ان حضرات پر تکفیری احکام فاضل بریلوی مرحوم نے لگائے ہیں ان کو ساقط الاعتبار قرار دے کر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم پر عمل کرنا چاہیئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے۔

احادیث صحیحہ اس باب میں وارد ہیں جن لوگوں پر فاضل بریلوی کی محبت و عقیدت کا غلبہ ہے ان کو بھی شریعت مطہرہ کے احکام پر عمل کرتے ہوئے فاضل بریلوی کے کلام میں کم از کم تاویل مناسب کر کے مسئلہ تکفیر میں کف لسان ہی اختیار کرنا چاہیئے اسی میں بھلائی ہے اور اسی میں انشاء اللہ تعالیٰ آخرت کی کامیابی ہے کہ فاضل بریلوی فرشتے نہ تھے نبی و رسول نہ تھے یقیناً بشر غیر معصوم تھے ان کی ذاتی و انفرادی رائے قطعی اور یقینی نہیں ہو سکتی ہے ہمارے لئے ان کی تقلید وہ بھی کسی عبارت کی مطلب شناسی میں کیسے ضروری ہو سکتی ہے۔

زیادہ عذاب ہوگا اس لئے میں خود اپنے ہاتھ سے کسی کو قتل نہیں کرتا ہوں
کہ عذاب کی زیادتی سے بچ جائے کہاں ایسے نبی رحمت اور ایسی رحمت والی
شریعت نے کہیں یہ اجازت دی ہے کہ قائلین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے والوں کو نماز، روزہ، حج
زکوٰۃ کو پابندی سے ادا کرنے والوں شریعت مطہرہ کے احکام پر عمل کرنیوالوں
لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کو عرب سے عجم تک سب کو کافر و مرتد قرار
دے دیا جائے۔

کیا مذہب سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یا امام شافعی و امام
مالک و امام احمد ابن حنبل کا یہ ہے۔ ان امامان حق و ہدایت نے خارجیوں
اور معتزلیوں پر بھی حکم کفر نہ لگایا۔ حالانکہ ان فرقوں کے گمراہ اور مخالف
اہلسنت ہونے میں کچھ کلام نہیں کیا۔ سیدنا غوث اعظم پیران پیر رحمۃ اللہ
علیہ کا یہ طریقہ تھا۔ یا حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی
یہ روش تھی کہ کروڑوں مسلمانوں کو اسلام سے خارج اور کافر کہو۔

ان حضرات موصوفین نے تو کافروں کو مسلمان بنانے کی کوشش کی
اور بُروں کو اچھا بنانے کی کوشش کی ہے نظر غائر اور تحقیق سے ثابت ہوا کہ
ان تکفیری فتووں کی بھرمار صرف عبارات کے تمام کلمات کے مقاصد
و مطالب کے نہ سمجھنے پر ہے فاضل بریلوی مرحوم نے ان کا مطلب وہ
سمجھا جو حسام الحرمین کے صفحات پر بیان کیا گیا ہے۔ اور علماء ہم عصر
نے بلکہ خود صاحب تحریر نے ان مطالب و معانی کا صاف صاف انکار
کیا اور ان عبارات کا مطلب جو کہ شریعت کے موافق ہے بیان کر دیا۔
مسلمانوں انصاف کرو کہ اب اختلاف کس چیز میں رہا ان عبارا

Ahmaq mujadad ka jaan bojh kr apne smjha mafhoom dosroo par thopna

Moeen o deen ajmeri sahab likhte hain k

وجہ اس میں آتا ہے۔ اعلیٰحضرت مضطرب نہوں۔ اب تو یہی ٹھہری ہے کہ اعلیٰحضرت طالبعلمانہ سوال کئے جائیں اور ہم اپنے کو جواب
کیلئے وقف کردیں۔ خصوصیت ۲۔ الزام بما لم یلتزم: یعنی جس امر کا مخالف کو التزام نہیں، نہ شرعاً عرفاً اسکا لزوم ہو، مصنف
اپنے مخالف کے سر تھوپنا اعلیٰحضرت کی صفت خاصہ ہے۔ جسکا اثر ہر نوع میں ظہور ہوتا رہتا ہے۔ نمونہ کے طور پر صرف دو مثالوں پر اکتفا
کی جاتی ہے۔ (۱) یہ ظاہر ہے کہ اعلیٰحضرت سے مخالف تمام علماء اذان اندرون مسجد ہونے پر جمیع بین یدی المنبر و بین یدی الخطیب کر

Alahazrat par tehqeeq or alahazrat k kufar ki masheen breli me nasab krna

jesa k pechey guzar chuka k ahmad raza ny ek dunia ko wahabi kr dala. inhe fawo k sababahmad raza k bary me logo ki kia raye hai parhain

(al mizaan ka ahmad raza number page 29)

YAD rahe k wahan headind tohmato k anbaar ki lagai gai hai

or agar yeh tohmat hai to brelvio ny khud e lagai hai

اسٹیج پر گائے جاتے ہیں لیکن یہ دعویٰ کرنا مشکل ہوگا کہ امام تمام یونیورسٹیوں، کالجوں، دانش گاہوں اور لائبریریوں میں موجود ہیں۔ ضرورت ہے کہ امام احمد رضا کی سچی، صحیح، مستند، مدلل ومکمل اور جدید سوانح نگاری کے تقاضوں پر سوانح حیات لکھی جائے، آپ کے علمی کارناموں پر تحقیقات کی جائے غرضکہ آپ کو اپنوں سے نکالکر بیگانوں تک پہنچایا جائے، آل انڈیا سنی لیگ کی مرکزی مجلس رضا نے انہیں خطوط پر کام کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔

تہمتوں کے انبار

ایک طرف ہماری سرد مہری کا یہ عالم کہ ان پر کتابیں لکھنا تو ایک طرف خود ان کی بہت سی کتابیں ابتک زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہوسکیں جبکہ دوسری جانب مسلسل تقریر وتحریر کے ذریعہ امام احمد رضا کی شخصیت کو مسخ کرکے پیش کیا جاتا رہا ہے، ان کی گرانمایہ خدمات کا اعتراف تو بڑی بات ان پر تہمتوں کے انبار ہیں۔ یہ سلسلہ برس دس برس سے نہیں نصف صدی سے جاری ہے، غیر شعوری نہیں منظم طریقے پر، ہند ہی میں نہیں ایشیا ویورپ کے تمام ممالک میں جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ آج کا سنجیدہ انسان اس طرف رخ کرتے جھجکتا ہے، عام طور پر امام احمد رضا کے متعلق مشہور ہے کہ وہ مکفر المسلمین تھے (مسلمانوں کو کافر گردانے والے) بریلی میں انہوں نے کفر ساز مشین نصب کر رکھی تھی، آج ایشیا میں جتنے بھی تحقیقاتی ادارے ہیں، وہاں امام احمد رضا پر کام تو درکنار نام بھی نہیں ملے گا، سوانح نگاری اور تاریخ نگاری تعصب وتنگ نظری کی بھٹی پر چڑھا دی گئی ہے، امام احمد رضا سے اختلاف کے جذبے نے ان کے سارے کارناموں پر پانی پھیر دیا۔ امام احمد رضا اس ہیرے کے مانند ہیں جو اپنی تابناک شعاعوں سے عالم کو منور کرنا چاہ رہا ہو لیکن اس پر غلط فہمیوں، الزام تراشیوں کی خاک ڈال کر چھپانے کی کوشش کی جاتی رہی ہو۔ وقت کا یہ کتنا عظیم المیہ ہے کہ ایک فریق کے چہروں پر تاریخ وتذکرہ کی بھرپور روشنی نچھاور کی جائے اور دوسرے فریق کا ذکر ضمناً بھی نہ آنے دیا جائے؟ کاش! ہمارے مصنفین اور اصحاب دانش فراخدلی واعلیٰ ظرفی سے کام لیتے ہوئے امام احمد رضا کے موقف کا تجزیہ کرتے اور اساطین دیوبند سے اختلاف کی بے لاگ چھان بین کرتے تو آج بہت سی تلخیوں کا وجود بھی نہ ہوتا ——— ضرورت ہے اختلاف کی اہمیت کو ٹھیک انداز سے سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کی جائے تاکہ موجودہ نئی نسل بلا جھجک امام احمد رضا کے قریب آئے۔

Alahazrat ka'en b tha jesa k inkashaf e haq wale ny likha hai k ahmaq mujadad ny mulana qasim nanotvi rh.a ki tehzeer un naas ki ibarat husam ul harmein ne naqal krne me kheyanat ki hai (inkishaf e haq page 145)

پھر اسی کتاب کے ص۔۔ پر فرماتے ہیں

خاتمیت زمانی سے مجھے انکار نہیں بلکہ یوں کہئے کہ منکروں کے لئے گنجائش
انکار نہ چھوڑی افضلیت کا اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاؤں جما دئے
اور نبیوں کی نبوت پر ایمان ہے پر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کسی کو
نہیں سمجھتا۔

پھر اسی کتاب کے ص۶۹ پر فرماتے ہیں۔

"ہاں یہ مسلم ہے کہ خاتمیت زمانی اجماعی عقیدہ ہے"

پھر اسی کتاب کے ص۱۰۳ میں فرماتے ہیں۔

"کہ بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس
میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں۔ الخ

ان تصریحات کے بعد کون مسلمان با انصاف یہ کہے گا کہ مولوی محمد قاسم
کا یہ عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں اس کو تو وہ خود
صاف صاف تحریر فرما رہے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی جو
نہ مانے وہ کافر ہے بلکہ اس میں تامل کرے وہ بھی کافر ہے جیسے کہ ہم نقل کر چکے۔

اس کے بعد پھر وہی مرغی کی ایک ٹانگ سراسر بہتان و کذب نہیں
تو اور کیا ہے لہٰذا صفحہ ۳ کی عبارت پر جو بریلوی حضرات نے کیچڑ اچھالا
کمالِ کج فہمی پر مبنی ہے یا ضد و ہٹ دھرمی پر رب تعالیٰ توفیق بخشے ان سے اس
عبارت میں صرف حصر کی نفی کی گئی ہے اور حصر کرنے میں جو نقصانات پیدا ہوسکتے
ہیں ان کو بیان کیا ہے نہ کہ معاذ اللہ حضور کے آخری نبی ہونے کا انکار جس کا بطلان
... اس اور مولوی صاحب کی دوسری تصانیف سے ثابت کرچکے

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا ست — سخن شناس نہ ای دلبرا خطا اینجا ست

حسام الحرمین میں جو عبارت تحذیر الناس تبدیل و تحریف لفظی و معنوی کے
ساتھ نقل کی گئی ہے وہ بہت ہی افسوسناک ہے۔ فقیر سچائی کے ساتھ عرض
کرتا ہے کہ اگر تحذیر الناس کی عبارت جس طور و ترتیب سے حسام الحرمین میں نقل کی
گئی ہے تحذیر الناس کے کسی ایک ورق میں دکھا دیں تو فقیر کے اختلاف کا اسی
وقت فیصلہ ہو جائے گا یعنی فقیر اپنے قول سے رجوع کرلے گا اور ان حضرات کے
قول کو مان لے گا۔

پھر لیجئے کتاب موجود ہے اس میں دیکھ کر ملا لیجئے اول فقرہ ص۱۴ کا
ہے اور دوسرا فقرہ ص۲۸ کا ہے اور تیسرا ص۳ کا تین جگہ کے ٹکڑے ملا کر ایک
عبارت بنائی گئی جس میں کفری مضمون پیدا کیا گیا ہے ان فقرات کو بھی اس طرح
سے نقل کیا گیا ہے کہ کوئی علامت ایسی نہ قائم کی گئی جس سے معلوم ہو جائے کہ عبارت
ایک جگہ کی نہیں ہے بلکہ چند مقامات سے مختلف فقروں کو یکجا کیا گیا ہے
پھر ان فقرات کا سیاق و سباق غائب مسلمانوں بڑی حیرت کا مقام ہے کہ
کجا فاضل بریلوی کی شان اور کجا یہ صنعت کہ آگے کا فقرہ پیچھے اور پیچھے کا فقرہ
آگے اس صورت میں تو کفری مضمون آپ ہی ہو جائے گا اگر قرآن عظیم کی
آیات شریفہ میں بھی کوئی بدبخت ایسا تصرف کرے تو کیا کفری مضمون نہ
ہو جائے گا۔ مثلاً اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ۔ یعنی نیکوکار جنت
میں رہیں گے اور بدکار دوزخ میں۔ اب اگر کوئی بدبخت اس آیت کریمہ میں صرف
اس قدر تحریف کر دے کہ نعیم کی جگہ جحیم اور جحیم کی جگہ نعیم پڑھے تو مطلب بالکل
الٹا ہو جائے گا ...

Alahazrat apne alawa sb ko kafir kehte hain jesa k sawarim ul hindia me hai k jo alahazrat ka hum aqeeda na ho wo kafir hai (swarim ul hindia page 137)

یا کفر کا فتویٰ دیا گیا۔ تو کس وجوہ سے۔ آیا از روئے دلائلِ شرعیہ شریف۔ یا یوں ہی بلا دلائل کافر کہنا استعمال کیا ہے! ہر شخص جانتا ہے کہ بلا ثبوت شرعی کسی مسلمان کو کافر کہنا گناہِ عظیم بلکہ حقیقتاً بحکم حدیث شریف خود کافر بننا ہے۔ تو مخالفین کا یہ کہنا کہ اعلحضرت کا جو شخص ہم خیال و ہم عقائد نہ ہو، اسکو وہ مسلمان ہی نہیں جانتے۔ تو آیا یہ صحیح ہے یا غلط؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب لعون الوہاب : نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ؁

۱؎ وہابیہ کا یہ اتہام کہ اعلحضرت قدس سرہ نے علمائے اسلام کو کافر کہا، کذب محض و افتراء خالص ہے۔ اعلحضرت قدس سرہٗ نے اُن مفسدین کو کافر فرمایا جو ضروریاتِ دین کے منکر ہوئے۔ ایسوں کو قرآن و حدیث اور تمام امت کافر کہتی ہے۔ اعلحضرت نے کفر کا حکم اپنی طرف سے نہیں دیا۔ نصوص نقل فرمائی ہیں۔ جن کا آجتک کسی وہابی نے جواب نہیں دیا۔ اور نہ کبھی کوئی جواب دے سکتا ہے۔ اُن امور کا کفر ہونا اور اُن کے قائل کا کافر ہونا خود وہابیہ کو بھی تسلیم ہے۔ مولوی اشرف علی صاحب بسط البنان میں لکھتے ہیں:۔

جو شخص ایسا اعتقاد رکھے۔ یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں۔ کہ وہ تکذیب کرتا ہے۔ نصوصِ قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرورِ عالم فخرِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی۔"

رہی یہ بات کہ جو اعلحضرت کا ہم عقیدہ نہ ہو۔ اس کو وہ کافر جانتے ہیں۔ یہ درست ہے۔ اور ہر مسلمان کا یہی عقیدہ ہے۔ کہ ایمانیات اور ضروریاتِ دین میں جو اُس کا ہم عقیدہ نہ ہو۔ وہ کافر ہے۔ مثلاً جو شخص توحید میں ہمارا ہم عقیدہ نہ ہو وہ کافر ہے۔ توحید مانے، رسالت میں ہم اعتقاد نہ ہو۔ وہ کافر۔ توحید و رسالت دونوں کو تسلیم کرے، قرآن کا منکر ہو، تو کافر غرض کسی ایک امر ضروری دینی کا انکار کرے۔ کافر ہے۔ مسلمان وہی ہے جو تمام ضروریات دین میں ہمارا ہم عقیدہ ہو۔

Ahmaq mujadad k munazrana heeley

moeen o deen ajmeri sb ahmad raza k ek khasiat khuruj az daira e behas likhte hain jis k tehat wo likhte hain k jb alahazrat dalail sy ajiz ajate they to gair mutliq mubahis k silsala shuru kr dety hain k mabada kahin haq zahir ho jaye or leeny k deeny parain! (tajaliyat e anwar ul moeen page 12)

Ahmaq mujadad k munazrana heeley

moeen o deen ajmeri sb ahmad raza k ek khasiat band khlasik tehat likhte hain k jb alahazrat dalail sy ajiz ajate they to band khalasi k liye apna asal dawa chor detey thy (tajaliyat page 7)

تمام مسودات کو اس کاپی میں نقل کر دیا جو القول الاظہر کے جواب کیلئے مخصوص تھی جس کا ہنوز مسودہ بھی تیار نہ ہوا تھا۔ اور بعد نقل خبر مشہورہ
اعلیٰحضرت اس کو مسخ کرا دیا اسی سبب سے یہ انوکھی بات پیدا ہو گئی۔ کہ حضرت پیر تو یہ رقم کہ القول الاظہر کا رد و جواب اور رسالہ میں کچھ و تحسین
نقل۔ بہر الحول کار دکھیں عماد رامپور و دیوبند کا رد کہیں حضرت مولانا معین الدین صاحب نقل کے خطوط پر تنقیدی نظر لیکن
القول الاظہر کا اس میں نہ جواب نہ اسکے کسی مضمون کی تردید۔ نہ اسکے مصنف سے کچھ تخاطب۔ اہل تاویل سو ناظرین کی حیرت کا بھی خاتمہ
ہو گیا اور ادھر ہماری کا بدنما دھبہ جو اعلیٰحضرت کے دامن پر لگ گیا تھا دھل گیا۔ لیکن اب اعلیٰحضرت کو چاہئے کہ وہ کسی پر اعتماد نہ
کیا کریں ورنہ آئے دن اس قسم کی بے کی صورتیں پیدا ہوں گی سے عظمت کی نظروں میں ہوتی کا خطرہ اندیشہ ہے۔ ان سنبھالا تو کچھ حرج نہیں
جو بے سوچے سمجھے خبر مشہورہ اعلیٰحضرت اندھا دھند ایسی حرکات کر بیٹھنے کے عادی ہیں لیکن اعلیٰحضرت کی حاصل کردہ عظمت جو تمام
عمر کی جانفشانی کا نتیجہ ہے انکے کرتوت خاک میں ملا دیں گے۔ اس تمہید کے بعد اگر تیار تو ہم صرف اس قدر کہ یہ جملہ جاہل یا جملہ سے مخاطبہ
نہ کچھ مفید نہ یہاں کے لائق یا القول الاظہر سے ہی ہمیں جو تعلق ظاہر کر رہا ہے سو اسکا جواب سہل ہے کہ یہ جملہ سے مقطع میں آپڑی
تھی سخن گسترانہ بات کے قبیل سے ہے۔ البتہ چونکہ اس فقرہ کا تعلق خاص ہماری ذات سے ہے گو کسی اجنبی رسالہ میں استطراداً
آگیا اس سبب سے ہماری تمام تر توجہ اسی پر مبذول ہو گئی کہ ہماری شرکت میں کامل ڈیڑھ سال انتظار کے بعد رسالہ کے جواب کے
بدلے صرف یہ فقرہ لکھا ہوا تھا ہم نے یہ قناعت کر کے اس فقرہ کی ایسی توضیح کر دینگے کہ اسی کی ضمن میں اعلیٰحضرت کے نہ صرف
بیش بہا عقدے حل ہوں گے بلکہ انکی سوانح حیات اور بعض مخصوص فضائل پر بھی کافی روشنی پڑ جائیگی۔ اور اس لحاظ سے یہ رسالہ
نہ صرف علمی ہے بلکہ ایک مجموعہ بدعتکار کے صحیح خاکہ جو ہیکل شرف بھی اپنے اندر مضمر رکھتا ہے یہ مجد و شرف اس رسالہ کو محض اس فقرہ
کی بدولت حاصل ہوا۔ اور اسلئے ہم اعلیٰحضرت کے شکر گذار ہیں کہ انھوں نے وہ فقرہ لکھ کر ہم کو نہ صرف ممنون بنایا بلکہ اس خدمت پر
مجبور محض کر کے تمام ابناء عصر میں ہمکو شرف امتیاز بخشا۔ چونکہ یہ فقرہ مختصر و مبہم ہے اسکی توضیح کے لئے چند ابواب کا انعقاد ضروری ہے کہ
اعلیٰحضرت کے وہ حالات جو ہنوز پردۂ ظلمت و تاریکی میں ہیں نظر عام میں آجاویں گو اصطلاح ہو ہر باب کو تجلی سے تعبیر کرنا مناسب

تجلی اول

اس فقرہ و جاہل یا جہلاء سے مخاطبہ نہ کچھ مفید نہ یہاں کے لائق ہے میں دو دعوے ہیں۔ اول یہ کہ جاہل جہلا
سے خطاب کرنے میں کوئی فائدہ نہیں دوم یہ کہ یہاں کی شان ہی مقتدر عظمیٰ ہے کہ جاہل یا جہلاء کو بغرض
خطاب موجب ننگ و عار ہے۔ دوسرے دعوے کے متعلق بحث کی اس وجہ سے ضرورت نہیں کہ یہ جہل مرکب تو یہ تو ہم علم بسیط اعلیٰحضرت کا
مدار زندگی ہے۔ ایسی حالت میں ہم کیونکر انکے علم بسیط کا خاتمہ کر کے انکی زندگی کا خاتمہ کریں۔ البتہ بحث طلب پہلا دعویٰ ہے کہ ہم اپنی جہالت
اور خصوصاً مجہولیت کے جرم کے باعث خطاب سے کیوں محروم کئے گئے جبکہ حضرت والا سے استفادہ کیلئے حاضر ہیں کیا اعلیٰحضرت
کے حواری سب کے سب اعلیٰحضرت کی طرح معرفت یافتہ ہیں کہ آن سے گئے دن تو مجہ سے تار ہیں اور ہم سے ہمیں قدر بھی کہیں کرتی طبقہ کا نام
لینا داخل جرم ہو۔ حواریان اعلیٰحضرت کو صریح خطاب سے بھی آج تک کوئی حسنہ یہ فائدہ حاصل نہ ہوا لیکن ہم کو صرف ایک ہی مخاطبہ کر
(جو اتفاقاً بیہودہ ہو ہے) اسقدر فائدہ ہوا کہ اسکا عشر عشیر بھی کسی حواری کو نصیب نہ ہوا ہو گا۔ اسی وجہ سے اعلیٰحضرت کی خصوصیات و کمالات
تاریکی کے گڑھوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ اعلیٰحضرت کے حواریو! لو آؤ ہم تم کو اعلیٰحضرت کے کمالات کی روشناس کرائیں۔ تم نے ساری
عمر انکے ساتھ صحبت اور مخاطبہ میں گزار دی پھر بھی انکے کمالات سے بیخبر رہے ہو۔ ہم پر صرف ایک ہی مخاطبہ کی بدولت تمام کمالات
و خصوصیات کا انکشاف ہو گیا۔ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

خصوصیت ۱۔ بدخلاصی۔ جب اعلیٰحضرت سے دلائل کی لغزش کے جواب سے عاجز ہو جاتے ہیں تو اپنی بدخلاصی کے
لئے اس دعوے کو چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ اس کو دیکھئے کہ اول خاتم سمجھ کر مستقل رد دیا کہ اس کے اجزاء پر سو شہیدوں کا تجسیم
کر بیٹھے اور اپنے فتوی میں اسکے متعلق چھپ چکا سو تو ان ضعفاء مسجد کے متولین اور اصول مؤذنوں کو سو شہیدوں کے ثواب

Ahmaq mujadad k munazrana heeley

Alahazrat ka hawai batein (shagofey chorna hahaha)

moeen o deen ajmeri likhte hain k jab alahazrat sy kuch na ban parta to hawai batein shuro kr dety yhy (tajaliyat page 15)

Ahmaq mujadad k munazrana heeley

Alahazrat ka apno par he zulm

moeen o deen ajmeri sb likhte hain jis ka khulasa yeh hai k alahazar apni han me han milane walo ko musnad e fazal o kamal ka sadar bna detey pher achanak ek lehar uthti or alahazrat usi ko jahilo o ahmaq jesy khatab sy nawaz dety sirf is waja sy k us ny alahazrat ki tehqeeq k khilaf kuch kalma likh dia (tajaliyat page 19)

زمانے تک کی خواہش کا اصلی مدعا کیا ہے۔ آپنے کتب اصول میں کبھی بحث اجماع پر نظر غلط ہی ڈالی ہوتی تو آپ سمجھ لیتے کہ اہل اصول نے اجماع میں
ہر کس و ناکس کو دخل نہیں دیا ہے۔ بلکہ اتفاق جملہ مجتہدین عصر کو شرط انعقاد قرار دیا ہے جس کے دائرے میں تمام مجتہدین آگئے۔ اس سے صاف
یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایک مجتہد کا خلاف بھی اجماع کے عدم انعقاد کے لئے کافی ہے۔ اب اس کے بعد اس نتیجہ تک پہنچنے میں کیا دشواری ہے کہ اس مجتہد
کا اختلاف خلاف اجماع نہیں ہے حتی کہ وعید میں داخل ہو۔ بلکہ خلاف جمہور کی جزا نہیں ہے ساتھ مخصوص ہے تاکہ ہر عامی مدعی اجتہاد کو حق
حاصل ہو سکے جیسے افغان داخل مسجد مصداول ہے بر ہر یہی ہے۔ اب یہ نہیں ہو سکتا کہ چودھویں صدی کے کسی مولوی صاحب
کے خلاف سے بھی اجماع درہم برہم ہو جائے۔ گو کہ وہ اعلیحضرت ہی کیوں نہ ہوں۔ اعلیحضرت کا یہ عقیدہ ہے کہ مثل جلیل القدر صحابہ وائمہ اربعہ
و دیگر مجتہدین میرا اختلاف بھی اجماع امت کو نیست و نابود کر سکتا ہے۔ اور مثل انکے صرف میرا اختلاف بھی خلاف جمہور تسلیم کیا جا سکتا ہے پس
اگر مجھ کو کوئی من شذ شذ فی النار کی وعید میں داخل کریگا۔ تو پھر میں تمام اکابر صحابہ کو شذ فی النار کے مصداق بنانے کے لئے بالکل
کمربستہ ہوں۔ اور اگر صحابہ کو انکے اجتہاد کے باعث اس وعید سے مستثنیٰ کیا جاویگا۔ تو پھر میں نے ایسا کیا قصور کیا ہے جو باوصف اعلیحضرت
ہونے کے بھی مستثنیٰ نہ سمجھا جاؤں۔ اگر صحابہ درجہ صحابیت اور ائمہ مرتبہ امامت پر فائز ہوں تو میں اعلیحضرت ہوں۔ سب برابر ہو گئے۔ اعلیحضرت کا
عذر صحیح بھی ہے کیونکہ اتباع اعلیحضرت انکے ایسے عالی شان القاب لکھتے ہیں کہ جس طرح اتباع ائمہ اربعہ اپنے اماموں کے بلکہ ان سے بھی بڑھ
چڑھ کر جیسے صاحب الحجۃ القاہرہ، حامی سنت طاہرہ، مجدد المائۃ الحاضرہ، پیشوائے اہل سنت، اعلیحضرت وغیرہ وغیرہ۔ اعلیحضرت بھی آخر
بشر ہیں۔ یہ القاب سنتے سنتے اگر اپنے کو مجتہد و امام سمجھ بیٹھے تو انکو ایسا مجرم نہیں سمجھنا چاہئے کہ کبھی انکا جرم معاف ہی نہیں کیا جا سکے۔

خصوصیت ۱۳۔ تحکم وحکومت طلبی۔ اس کا ظہور مختلف طور پر ہوتا ہے کبھی اسطرح کہ ہاں میں ہاں ملانے والے شخص کو
مسند فضل وکمال کا صدر نشین بنا دیا۔ پھر جو لہر آئی تو اس کو ایک دم جاہل و احمق جیسے معزز خطاب دیدئے گو شخص اس جرم میں کہ اس نے
اعلیحضرت کی تحقیق کے خلاف کوئی حرف کہدیا۔ اسکی بطور نمونہ دو مثالیں پیش ہیں (۱) شیخ عبد القادر توفیق شلبی مدرس مسجد نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم کی اپنی کتاب حسام الحرمین میں اس طرح مدح سرائی کی۔ صورۃ ما سطرہ من فی العلم تصدر فی الدرس تقرر، ودقق النظر وہ الذی
مسدد توفیق من القادر الشیخ الفاضل عبد القادر توفیق الشلبی الطرابلسی الحنفی المدرس بالمسجد الکریم النبوی منحہ اللہ تعالیٰ من فیضہ
القوی۔ اس کا ترجمہ خود اعلیحضرت نے اس طرح کیا۔ تقریظ انکی جو علم میں صدر بنے اور مدرس ٹھیرے اور غور کیا اور باریک علم میں آمد
رفت کی۔ قدرت والے کی توفیق سے حضرت فاضل عبد القادر توفیق شلبی طرابلسی حنفی، مسجد کریم نبوی میں مدرس۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فیض قوی
سے عطا دے۔ اعلیحضرت کے حواریو تمنے دیکھا کہ تمہارے اعلیحضرت نے کیسے پر عظمت الفاظ میں اس فاضل مدنی کی تعریف کی ہے
اب ذرا تصویر کا دوسرا رخ دیکھو۔ اجل الرضا میں انہی فاضل مدنی اور ان کی تحریر کی نسبت یہ ارشاد ہے۔ اس بے معنی تحریر کی حالت
یہ کہ اول تا آخر اغلاط و خلطات سے مملو۔ جہل و سخافت و افترا و تناقض و خباثت و نافہمی و مکابرہ وغیرہ کونسا کمال ہے کہ ان گنتی کی
چند سطروں میں نہیں۔ چند سطر بعد پھر فاضل مدنی پر اس طرح چوٹ کی۔ ایسا احمق بید شاید طرابلس ہی میں بستا ہو۔ ایک صفحہ بعد پھر
فاضل مدنی پر غضب وجلال اس طرح گرایا۔ طرابلسی تحریر پر جب یہ قاہر رد اسکے پیش نظر موجود تھے انہیں دیکھ کر کسی ذی انصاف کا شرم
سے کہ اس بے معنی تحریر کا نام بھی زبان پر لانا تھا نہ کہ دین الہی میں حجت بنانا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حسام الحرمین کے مولف ومرتب
اعلیحضرت نہیں ہیں وہ کوئی اور مولوی احمد رضا خاں صاحب ہیں جو اعلیحضرت کے ہمنام وہموطن ہیں جنہوں نے حسام الحرمین
میں فاضل مدنی کی تعریف کے پل باندھ دیئے ہیں۔ اور ان کے قول کو دین الہی میں حجت بتایا ہے۔ لوگوں کو چاہئے کہ وہ اعلیحضرت اور
مولوی احمد رضا خاں صاحب میں فرق کریں۔ اعلیحضرت اور چیز ہیں اور مولوی احمد رضا خاں شئی دیگر۔ اس پر حجت یہ ہے کہ اعلیحضرت ان
فاضل مدنی کو حرم شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مدرس نہیں تسلیم کرتے بلکہ مدینہ طیبہ میں بطور راہگیر کے گذرنے والا لکھتے ہیں۔
جیسا کہ اجل الرضا میں ارشاد ہے کہ جو شخص مدینہ طیبہ میں ہو کر گذرا کچھ کہدے ہو۔ اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی صاحب ب

Ahmaq mujadad k munazrana heeley

ALAHAZRAT KI MUGALTA DAHI

moeen o deen ajmeri likhte hain k yeh khasiyat (mugalta dahi) alahazrat ki tmam taleefat ki jan or roh e rawan hai (tajaliyat page 9)

اُسکا اجماعی ہونا مثل آفتاب روشن ہوگیا تھا اور متواترات کے ساتھ تشبیہ نے اُس میں تازہ روح پھونکدی تھی اب اعلیٰحضرت کا
تجاہل عارفانہ ملاحظہ ہو۔ آپنے جرح کی یہ التوارث کو نظر انداز کرکے یہ سوال گڑھا کہ ہمارے فقہائے کرام نے کہیں اس اجماع کا ذکر
فرمایا۔ مطلب یہ کہ گو حسب تصریح صاحب مراقی الفلاح اذان داخل مسجد متوارث سہی لیکن خاص لفظ اجماع کا ذکر نہیں
فرمایا۔ وجب تک کہ لفظ اجماع کی تصریح نہ ہو ہمیشہ بسوال رہنے کا حق حاصل اور ہو۔ الزام قائم کہ مسئلہ کا اجماعی ہونا کسی کتاب
سے ثابت ہو۔ حالانکہ ثبوت اجماع کے لیے لفظ اجماع کا التزام نہیں کیا تھا۔ نہ التزام کی ضرورت۔ کاش اگر تعصب وعلم سطحی
کا خاصہ پیشِ اعلیٰحضرت کو رہ ہوجاتے تو اُن اوصاف نظر آسکتا ہو کہ توارث رد کی سب اجماع سے بھی زیادہ کر اس تقریر کو سوال
دوم کے ساتھ آگے سوال چہارم کا بھی خاتمہ ہو گیا جسمیں اجماع کی تعریف دریافت کرنے کے بعد ارشاد ہوا تھا کہ روشن قلم
پر بھی تعیین ہو ... ارشاد یعنی عبارتہ فی نفع الفلاح سے انقال یا ظاہر میں عرض کردی گئی تھی۔ جس کا یہ فقرہ جزئی ہے
... اس کتاب کی ... یعنی اعلیٰحضرت کی نظر ثانی اس پر نہیں پڑی ... امید ... کہ آئندہ کی نظر کو بچے
کرے۔ **خاصیت ۳۔ مغالطہ دہی۔** یہ خاصیت اعلیٰحضرت کی تمام تالیفات کی جان اور روح رواں ہے۔ عادۃً عموماً
خصوصیت مثل مغالطہ وہی اور دو خصوصیات کو بھی جادی ہے اس کی شان میں آپ کی تالیفات میں کثرت ہے جس کے احاطہ
کے لیے ایک دفتر بھی کفایت کی ضمانت نہیں دے سکتا۔ مجبوراً دو مثال پر اقتصار مناسب سمجھا گیا (۱) اعلیٰحضرت اپنے سد الفرار
میں حضرات علماء بدایوں کے استدلال ... کرتے ہیں۔ اول تو کہنا ... مصطفیٰ ہے۔ اس اذان کا حکم لا یوذن کو خارج جاننا بحکم بنا اس پر
موقوف کہ ... کو دخول پر دال مانیں اور اذان کو دخول پر دال ماننا اس پر موقوف کہ داخل مسجد کو صالح اذان جمعہ مانیں
اور داخل مسجد کو صالح اذان جمعہ جاننا اس پر موقوف کہ اس اذان کو علم لا یوذن کے خارج مانیں۔ الٹ پلٹ کر شے خود اپنے نفس پر
موقوف ہو گئی۔ اعلیٰحضرت کا دور بھی ماشاء اللہ تمام دوروں کا قبلہ گاہ ہو۔ اعلیٰحضرت نکالا کہ جسکے دائرہ میں تمام دنیا آگئی۔ سچ تو یہ ہے کہ
اعلیٰحضرت کی طرح اگر ان کے دور میں وسعت ہوتی تو پھر بات کیا ہوتی اب آخر میں اس دور کا تماشہ دیکھیں کہ کہاں تک اس کا دعویٰ
حکومت ہو۔ ہم تمام بنی آدم کو مخاطب کرکے کہتے ہیں کہ ایک شخص نے قصر شاہی کی نسبت کہا کہ (اس میں کسی شخص کے جانے
کی اجازت نہیں) دوسرے شخص نے یہ خبر دی کہ (سلطان قصر میں رونق افروز ہیں) اب تمام نوع بشر سے سوال ہو کہ ان دونوں
شخص کی خبریں کیا باہمی متناقض ہیں۔ یا دور کے دائرہ میں آئی ہوئی ہیں۔ فقیر کے خیال میں انسان تو انسان حیوان کو بھی اگر
نطق پر قدرت ہو جائے تو اس کا بھی یہی جواب ہوگا کہ ان میں نہ تناقض ہے نہ دور۔ لیکن اعلیٰحضرت کے طور پر اسمیں دور یوں لازم
کہ سلطان کا اس کلیہ (قصر شاہی میں کسی شخص کے جانے کی اجازت نہیں) سے خارج جاننا اس پر موقوف کہ خبر ثانی (سلطان قصر
میں رونق افروز ہیں) کو دخول پر دال مانیں اور اس کو دخول پر دال ماننا اس پر موقوف کہ قصر شاہی کو صالح دخول سمجھیں
اسکا صالح دخول ہونا اس پر موقوف کہ سلطان کو اس کلیہ سے خارج جانیں۔ الٹ پلٹ کر شے خود اپنے نفس پر موقوف ہو گئی۔ لہذا
ممکن نہیں کہ بحکم خبر اول سلطان کو اپنے قصر میں داخل ہونا نصیب ہو۔ دور کیوں جائیے خود اعلیٰحضرت پر بھی اس کا انطباق ایسا
ہو سکتا ہے کہ جب اعلیٰحضرت بیت الخلاء میں رونق افروز ہوں اس وقت کوئی یہ حکم سنا دے کہ اس وقت کوئی بیت الخلاء میں
داخل نہیں ہو سکتا، دوسرا شخص یہ خبر دے کہ اعلیٰحضرت بیت الخلاء میں رونق افروز ہیں، یہ خبریں تمام دنیا کے نزدیک صحیح تسلیم
کی جا سکتی ہیں لیکن اعلیٰحضرت کے طور پر اس میں دور یوں لازم کہ اعلیٰحضرت کا اس کلیہ (اس وقت بیت الخلاء میں کوئی داخل نہیں ہو سکتا)
سے خارج جاننا اس پر موقوف کہ خبر ثانی (اعلیٰحضرت بیت الخلاء میں رونق افروز ہیں) کو دخول پر دال مانیں اور اس کو دخول پر
دال ماننا اس پر موقوف کہ بیت الخلاء کو صالح دخول سمجھیں اور اس کا صالح دخول سمجھنا اس پر موقوف کہ اعلیٰحضرت کو اس کلیہ
سے خارج جانیں۔ الٹ پلٹ کر شے خود اپنے نفس پر موقوف ہو گئی۔ لہذا اعلیٰحضرت عین دخول کی حالت میں اس مقام کو خارج

Ahmaq mujadad k munazrana heeley

ALAHAZRAT KI kaaj behsi ki khususiat k hawale sy moeen o deen ajmeri likhte hain k jawab sy ajizi par alahazrat is harba e khas ka b istemal krtey thy (tajaliyat page 16)

اور کہاں لکھتے ہیں اعلیٰحضرت کو ترکیب تو خوب سوجھی کہ چلو آؤ تم بھی اتنی بڑی کتاب کو اپنے اثبات مدعا میں حوالہ دیدو لیکن نہ تو اس کی عبارت نقل کرو دیکھو کہ درحقیقت اُن کے دعوے کے مطابق کوئی عبارت ہی اس میں نہ تھی، نہ اسکے مضمون کو آگاہ کرو نہ جلد و صفحہ کا نشان بتاؤ ایک مبہم بات کہہ کر فتح الباری کی طرف نسبت کر دو اور اپنے خصم کو اس طرح الزام دو کہ اگر تم فتح الباری کی ایک عبارت سے استدلال قایم کرتے ہو تو ہم بھی اسی فتح الباری سے اپنے دعوے پر استدلال لاتے ہیں۔ اب اس کی تحقیق کون کریگا کہ ان کے خصم نے عبارت نقل کی ہے اس کا مطلب سمجھا کر استدلال قایم کیا۔ اور یہاں صرف ادعائی ارشاد فرما کر مساوات کا دم مارا جو اس سحر کی سمجھیں گے وہ بجائے خود قلیل ہیں۔ کم فہم جہلا کی تعداد اعلیٰحضرت کے نصیبوں اُن سے بدرجہا زائد ہے وہ حضرات قوتِ تمیز کے فقدان کے باعث اعلیٰحضرت اور اُن کے خصم کو ایک نظر سے دیکھینگے اور اُو عوام انکا مخالف اس مبہم بات سے مرعوب ہو جائیگا سو الگ۔ کہ جب اعلیٰحضرت فتح الباری کا حوالہ دیتے ہیں تو کہیں نہ کہیں اسکی تیرہ ضخیم جلدوں میں کسی مقام پر علامہ ابن حجر نے اُنکے موافق کچھ لکھا ہوگا ورنہ کیوں تحریر کرتے۔ اگر یہی منظور تھا تو اعلیٰحضرت ابہام کو اس سے زیادہ وسیع کرتے اور اس طرح فرماتے کہ (نہیں ابن حجر بلکہ امام ابو یوسف و امام محمد و امام غزالی و امام رازی و شمس الائمہ سرخسی وغیرہم نے اپنی بعض معتبر کتابوں میں جو ایک بات لکھی ہے وہ آپ کے اس جزئی دعوے پر کیا اثر ڈالتی ہے) تو اور لطف دوبالا ہو کر باعث مضحکہ ہوتا۔ اعلیٰحضرت کے اس تقابل کی صرف ایک نظیر ہم کو دستیاب ہوئی ہے جو ہدیۂ ناظرین ہے۔ **لطیفہ**۔ ایک خوش بیان شاعر کی ملاقات ایک زبان دراز جاہل سے ہوئی اور ان دونوں میں باہمی اس طرح گفتگو ہوئی۔ (شاعر) تم کون ہو (جاہل) تم کون ہو (شاعر) میں شاعر ہوں (جاہل) میں مارہوں (شاعر) مار کس کو کہتے ہیں (جاہل) شاعر کس کو کہتے ہیں (شاعر) شاعر اس کو کہتے ہیں جو شعر کہے (جاہل) مار اس کو کہتے ہیں جو میر کہے (شاعر) میر کیا چیز ہے (جاہل) شعر کیا چیز ہے (شاعر) شعر یہ ہے جیسے ع رفتار تو شرمندہ کند کبک دری را (جاہل) میر یہ ہے جیسے ع مرا رہ تو مرمندہ کند مرمری را۔ غرض جو بات شاعر کہتا گیا جاہل بھی اسی طرح پر جواب دیتا رہا۔ اب رہا موزونیت و اہمال کا فرق سو اس پر قدرتی طور پر جاہل بکدوش تھا۔ اسکو تو مقابلہ مدنظر تھا جس میں وہ پورا اُترا۔ اعلیٰحضرت پر اس مسئلہ کی وجہ سے جو مفتیانِ کرام کابل نے وہابیت و غیر مقلدی کا الزام لگایا ہے وہ فقیر کے خیال میں غلط ہے اعلیٰحضرت مقلد ضرور ہیں۔ اس مسئلہ میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید نہ کی تو کیا ہوا۔ مسئلہ تقابل میں ایک جاہل کی تقلید کیا حضرت امام اعظم کی تقلید کا کفارہ نہیں ہو سکتی۔ اعلیٰحضرت کی خاطر ہم اُنکی مبہم اور بادہوائی بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن افسوس اس امر کا ہے کہ اب بھی اعلیٰحضرت کو سوائے ضرر کے نفع نہ ہوا۔ کیونکہ علامہ ابن حجر کی تحریر سے امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ صرف ملک مغرب میں اذانِ باب مسجد پر ہوتی ہے باقی تمام بلاد اسلامیہ میں اسکے خلاف عمل ہے۔ اب اگر مخالف ہو تو حضرت القول الاظہر کی ایک عبارت کے بعض حصص پر اس کا کیا اثر ہوا جو صرف اس قدر ہے کہ سواد اعظم اس طرف ہے کہ اذان خطبہ داخل مسجد ہو۔ یہ قول علیٰ سبیل التنزل بھی بمقابلہ آپکے اختراع کے مرجح رہا نہ کہ مکروہ و بدعت۔ جیسا کہ آپ کا خیال ہے۔ کیا مکروہ و بدعت کی یہ شان ہوتی ہے کہ اس کے اجتناب کے لئے اہل مغرب کا سہارا لیا جاوے۔ جن کا حال بھی معلوم نہیں کہ وہ حنفی ہیں یا مالکی۔ اعلیٰحضرت سے بصد عجز التماس ہے کہ فتح الباری کی اس عبارت کو ضرور پیش فرماویں جس میں اہل مغرب کا حال ہے۔ تاکہ اُس سے مستفید ہو کر نیازمند کو اظہار رائے کا موقع ملے **خصوصیت**

۹ کی بحث۔ جواب کو عاجزی کے وقت اس حربۂ خاص کا بھی استعمال اعلیٰحضرت کثرت کرتے ہیں۔ القول الاظہر میں کتب معتبرہ سے اذانِ خطبہ داخل مسجد کے اجماعی ثابت کرنے کے بعد ظاہر کیا گیا تھا کہ یہ اذان تمام بلاد اسلامیہ و شرق و غرب میں بھی داخل مسجد ہوتی ہے اور اس پر یہ قرینہ قایم کیا گیا تھا کہ کسی سے کہیں اسکے خلاف مسموع نہیں ہوا خصوصاً جبکہ اطلاع احوال کے ذرائع اس زمانہ میں کثرت سے ہیں اور عموماً شہروں میں سہولت سفر کی وجہ سے مختلف ممالک کے باشندے موجود ہیں۔ ایسی حالت میں محال عقلی نہ سہی تو

ملے جواب سوال سیزدہم و چہاردہم۔۔

Ahmaq mujadad k

munazrana heeley

ALAHAZRAT Ka khud ko sahaba r.a or

aima e mujtahideen par qeyas krna

Dkheye scan page

جبکہ ایک مجتہد کی رائے اسکے خلاف ہو اس کو القول الاظہر میں نہایت وضاحت کے ساتھ اس طرح بیان کیا تھا کہ جمہور کے خلاف اور اجماع کے خلاف میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اسی سلسلہ میں بطور حکمت و نکتہ کے یہ بیان کر دیا گیا تھا کہ مجتہد کے خلاف کرنے کا یہ اثر ہوا ہے کہ اسکے لاکھوں متبعین شامل ہو کے اس جماعت سے علیحدہ ہو گئے۔ اب اسکا یہ مطلب سوائے اعلیٰحضرت کے کون سمجھ سکتا ہے کہ ائمہ مجتہدین نے یہ خلاف صرف اس وجہ سے کیا کہ انکو اس کا علم ہو گیا تھا کہ لاکھوں لوگ اس مسئلہ میں ہمارے متبع ہو جاویں گے۔ القول الاظہر میں عدم انعقاد اجماع کا اصلی سبب اس مخالف مجتہد کا اجتہاد قرار دیا گیا تھا جس کا صاف یہ مطلب تھا کہ غیر مجتہد کا خلاف اس باب میں بالکل بے اثر ہے نہ یہ کہ مجتہد کی غیب دانی عدم انعقاد کا باعث ہوئی ہے۔ اب احکام الرضا کی بہار دیکھئے۔ صفحہ ۲۰ میں ارشاد ہے۔ ائمہ مجتہدین نے جن مسائل فرعیہ میں جمہور کا خلاف فرمایا کیا انہیں معلوم تھا کہ لاکھوں لوگ اس مسئلہ میں ہمارے متبع ہو جاویں گے کہ اس علم کی انہوں نے تصریح فرمائی یا غیب پر حکم ہے۔ یہ سوال بغدہ ہم میں بطرح ارشاد ہے۔ الغرض انہیں یہ معلوم بھی ہو تو کیا گناہ و شدید جس پر حدیث میں دوزخ کی وعید ہو اس خیال سے جائز ہو جاتا ہے کہ آگے چلکر لوگ اس میں ہماری ساتھی ہو جاوینگے۔ جی یہ تو جائز نہیں لیکن افتراء و تحریف کا جواز آپکو کہاں سے معلوم ہوا جسپر آپنے اپنی تالیفات کی بنیاد رکھی ہے۔ دیکھئے القول الاظہر میں صاف موجود ہے کہ جمہور کے خلاف اور اجماع کے خلاف میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اتنی روشن بات نہ سمجھے تو آپ کیوں قاصر ہے۔ اور اگر خدانخواستہ فہم عالی میں اس کا مطلب آگیا تھا تو پھر دیدہ و دانستہ آپ نے یہ سوال کیوں گھڑا۔ کہ ائمہ مجتہدین نے جن مسائل فرعیہ میں اختلاف فرمایا۔ اعلیٰحضرت من۔ اجماع کے خلاف میں گفتگو تھی اور اسکا ابطال کیا جا رہا تھا۔ اور خلاف جمہور کا جواز مجتہدین کے حق میں ظاہر کیا تھا۔ اور ان کے خلاف کو اجتہاد کی باعث عدم انعقاد اجماع کا موجب بتایا تھا۔ اور اسکی حکمت بطور تبرع ظاہر کرکے غیر مجتہد کے خلاف کو باب انعقاد اجماع میں بے اثر ثابت کیا تھا۔ آپنے اس پر یہ جڑ لیا کہ مجتہدین کے حق میں بھی خلاف جمہور جائز نہ کیجئے اور اگر جائز رکھتے ہیں تو اس شرط پر کہ انکو پہلے سے اپنے لاکھوں متبعین کا علم غیب ہو جاوے۔ فرمائیے القول الاظہر کی کس عبارت کا مطلب ہے عبارت نقل کرنے میں چونکہ افتراء کی حقیقت کھلی جاتی ہے اس وجہ سے اعلیٰحضرت نے اسکے ہضم کرنے میں تامل نہیں کیا۔ اسی سے سوال بغدہ ہم کی بھی حقیقت کھل گئی۔ دوزخ کی وعید اسکے لئے ہے جو اجماع کا خلاف کرے۔ نہ اس مجتہد کے حق میں جب کہ جمہور کے ساتھ خلاف کرنے سے اجماع ہی سرے سے منعقد نہ ہو۔ اور اس وجہ سے مجتہد کو خلاف کے وقت کسی خیال قائم کرنے کی ضرورت نہیں۔ نہ غیب دانی کی حاجت نہ القول الاظہر میں انکے خیال قائم کرنے کے متعلق کوئی تصریح۔ البتہ چونکہ مجتہدین کے شرف اجتہاد نے انکو غیر مجتہدین کے گروہ سے ممتاز کر دیا اور دونوں کے احکام جدا جدا ہو گئے۔ اس امتیاز کی حکمت و علت ہم نے بیان کر دی۔ اگر کسی وجہ سے آپ کو یہ حکمت پسند نہیں تو جانے دیجئے نفس تحقیق میں کیا فرق آیا۔ اعلیٰحضرت نے اس مقام میں صرف اس قدر تصرف کیا کہ حکمت امتیاز کو جو ایک علیحدہ بات تھی مجتہدین کا خیال قرار دیدیا اور اس طرح کمال میل کرکے اس بیہودہ نفس مطلب پر آ گیا جسکی تفصیل آپ کے ان دو سوالوں میں ہے۔ لسب اعلیٰحضرتی۔

خصوصیت ۱۲۔ خود فراموشی۔ اعلیٰحضرت اپنی شان و مرتبہ کو فراموش کرکے صحابہ کرام و ائمہ مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اپنی ذات کو قیاس کر بیٹھنے کے بہت عادی ہیں چنانچہ احکام الرضا صفحہ ۲۰ پر مرقوم ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تطبیق رکوع سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کنز سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عدم نقض وضو بالنوم سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ابتداءً مسئلہ متعہ میں جمہور کا خلاف کیا۔ ان تمام صحابہ کرام اور انکے امثال عظام کو معاذ اللہ شذ فی النار کا مصداق بلا سینت ہو سکتا ہے جی یہ تو سنیت نہیں ہے لیکن اپنے کو مجتہدین جلیل القدر صحابہ کے برابر سمجھنا ضرور سنیت ہے۔ اعلیٰحضرت من القول الاظہر میں آپکو کس قدر وضاحت کے ساتھ فہمائش کر دی تھی کہ خلاف جمہور و خلاف اجماع میں فرق ہے۔ ان مجتہدین حضرات کا خلاف خلاف جمہور ہے۔ اور آپ اجماع کا خلاف کر رہے ہیں۔ حضرت مولانا روم کے اس شعر سے کار پاکاں را قیاس از خود مگیر گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر۔ سے آپکو تنبیہ بھی کر دی گئی تھی۔ لیکن آپ بار بار اپنے کو اعلیٰحضرت سمجھنے کی وجہ سے اب بھی قیاس سے باز نہیں آئے۔ تو ہم

عہ جواب سوال ۲۰ جلد ہم ۲۰ صفحہ

بریلوی صاحب کی روشن تحریف

Ahmad raza or fatawa rizwia

ki shuhrat dekhni ho to

almizan ka ahmad raza no ka

yeh agla page mulahiza ho

(almazan ahmad raza 187)

مقید ہے ورنہ اختلاف جہتہ کے وقت قرب درجہ کو بھی ترجیح نہ ہوا ور وہ بالاجماع باطل وعلی التنزل وہ دونوں قاعدے بھی مطلق ہیں۔ وہاں بھی اختلاف واتحاد سے فرق نہ فرمایا تو یہ اطلاق کے معارض ہے۔

مسئلہ ثمانیہ میں علامہ شامی کی بحث کو بیان فرماکر اپنی بحث کا اظہار کرکے فرمایا الحمد للہ میرا فہم مطابق ظاہر الروایۃ آیا۔ بقولہ اس وقت میرے پاس مبسوط نہ تھی اب اسکے مطالعہ نے واضح کردیا کہ صرف اطلاق سرخسی نہیں بلکہ خاص نص صریح ہے۔ بحث علامہ شامی مصادم نص واقع ہوئی اور بحث فقیر بحمد اللہ القدیر نص کے موافق آئی۔ وللہ الحمد۔

نیز ذوی الارحام میں جب تخلیص الطوائف بمع تصحیح مشکل کام تھا میں نے قاعدہ طائفہ بندی کرکے آسان کردیا۔ جہاں میر سید شریف نے شرح سراجی میں صرف ایک بطن کے اختلاف میں ایسی لغزش کھائی کہ عبارت شرح میں غلط تشریح کی۔ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کا کمال فہم دیکھو کہ فتاویٰ رضویہ میں بطون کثیرہ کی مثال بمع تخلیص الطوائف تقسیم مع التصحیح کرتے ہوئے جواب نکالا۔ اس کو میں نے اپنے قاعدہ طائفہ بندی سے حل کیا جواب صحیح آیا۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ کوئی مدعی اس مثال کو بغیر دیکھے میرے قاعدہ طائفہ بندی کے نہیں نکال سکتا۔

افسوس صد افسوس کہ مجھے اعلیٰ حضرت کے وصال سے دو سال پہلے ان کا پتہ معلوم ہوا۔ صرف ایک مسئلہ رابع ذوی الارحام مذکور کو حل کرا سکا اور باقی صنف ثانی ذوی الاحام ان سے حل نہ کرا سکا۔ ان کے بعد صنف ثالث کا فتویٰ خود کی تصدیق وتردید کے لئے حضرت مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب اور مولانا امجد علی صاحب سے مراسلات کراتا رہا۔ اب تک کوئی جواب حل نہ آیا۔ لہٰذا اپنے رسالۂ میراث میں اپنا فتویٰ لکھ کر فلیحدہ کردیا۔

خلاصہ یہ کہ اعلیٰ حضرت کو اللہ تعالیٰ نے تفقہ فی الدین کی نعمت عظمیٰ سے نوازا تھا۔ جس پر ان کا فتاویٰ رضویہ شاہد عدل اور برہان قوی ہے آج ہمیں ایسا عالم دین نظر نہیں آتا جس سے ہم علمی الجھن دور کرائیں۔ اب ان کا فتاویٰ رضویہ ہے وہ بھی مکمل نہیں چھپا صرف چار جلدیں چھپی ہیں اور باقی کے لئے آنکھیں ترس رہی ہیں۔

اگر اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی علم حدیث میں وسعت علمی دیکھنی ہو تو رسائل "تبقیل الابہامین" و "حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلوٰتین" نذیر حسین دہلوی امام اہل حدیث کے رد میں ملاحظہ کریں جس سے مولوی نذیر حسین طفل مکتب نظر آتا ہے۔ اسی طرح وسعت علمی علوم معقولات فلسفہ، ریاضی وغیرہ میں رسالہ "فوز مبین" حرکت زمین کے رد میں دیکھو کہ نظام بطلیموسی فیثاغورسی کی ایسی تطبیق دی کہ نیوٹن جو فلسفۂ حال کا امام مانا جاتا ہے شاگرد نظر آتا ہے۔

سراج احمد مفتی

مدرسہ دارالعلوم خانپور

مورخہ ۲۸ را اپریل ۱۹۶۹ء

Alahazrat k tasawuf or ishq e rusool ka kahen dikar ni milta (tasawuf hota to e tfa na!!!)

(almizan ahmad raza 217)

امام احمد رضا اور

تعلیماتِ تصوّف

جناب اعجاز مدنی، ایم اے ڈیپ، ایل بی ایس سائنس
لائبریرین برہانی کالج، بمبئی

حضرت امام احمد رضا کی جتنی بھی سوانح عمریاں اب تک لکھی گئی ہیں، ان تمام میں حضرت کا عالمانہ وقار پورے آب و تاب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے ایسے لگتا ہے جیسے عہد جدید کا علامہ سیوطی شریعت مطہرہ کے تمام رموز و نکات کو نہ صرف اپنی فہم و بصیرت سے بیان کر رہا ہے بلکہ مجتہدانہ طور پر مشکل مسائل کو حل بھی کر رہا ہے "اور پھر بھی بات خلاف قرآن و سنت ثابت نہیں ہوتی: اعلیٰحضرت ۱۰ شوال بروز ہفتہ (سنہ ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۶) کو پیدا ہوئے۔ ان کے والد مولوی نقی علی خان بھی بڑے عالم اور بزرگ شخص تھے۔ نوجوانی کی عمر میں (سنہ ۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷) گویا ۲۱ سال کی عمر میں دونوں باپ بیٹے بیک وقت "شاہ آل رسول مارہروی سے بیعت ہوئے اور تمام سلسلوں کی اجازت و خلافت اور سند حدیث حاصل کی مولوی رحمان علی مؤلف تذکرہ علمائے ہند رقمطراز ہیں کہ "اعلیٰ حضرت اپنے والد ماجد کے ساتھ سنہ ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ حرمین شریفین کی زیارت کو تشریف لے گئے تھے۔ وہاں کے اکابر علماء یعنی سید احمد دحلان مفتی شافعیہ اور عبدالرحمان سراج مفتی حنفیہ سے حدیث فقہ اصول تفسیر اور دوسرے علوم کی سند حاصل کی۔ ایک دن نماز مغرب مقام ابراہیم علیہ السّلام میں ادا کی، نماز کے بعد امام شافعیہ حسین بن صالح جمل اللّیل بغیر کسی سابقہ تعارف کے ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کو اپنے گھر لے گئے، دیر تک ان کی پیشانی کو تھامے رہے اور فرمایا "انی لاجد نور اللہ من ھذا الجبین" (بیشک میں اس پیشانی سے اللہ کا نور پاتا ہوں) اس کے بعد صحاح ستہ کی سند اور سلسلۂ قادریہ کی اجازت، اپنے دستخط خاص سے مرحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تمہارا نام ضیاء الدین احمد ہے سند مذکور میں امام بخاری علیہ الرحمۃ تک گیارہ واسطے ہیں" "مکہ معظمہ میں جب کہ آپ مسجد خیف میں تنہا و یکتا رات کے وقت ٹھہر گئے تھے اور رات کا بڑا حصہ عبادت و ریاضت میں صرف کیا تھا اسی رات آپ کو مغفرت کی بشارت ہوئی۔ اللہ ان کے درجات بلند کرے اور ان کے وسیلے سے ہم گنہگاروں کی بھی اللہ اپنے پیارے حبیب کے صدقہ میں مغفرت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ ان دو واقعات کو جو حرمین شریفین میں پیش آئے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ثابت ہو اعلیٰ حضرت بچپن ہی سے مادر زاد ولی تھے اس لئے تعلیم و تعلّم میں علم فقہ و فتوی نویسی میں، علم تصوّف اور سلوک و مجاہدہ میں مناظرہ

ومکاشفہ میں، دلائل و گفتگو میں تقریر و تحریر میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے امام احمد رضا ان گنے چنے صاحب علم و فضل میں تھے جن پر پروردگار عالم نے اپنے رسول محترم و مکرّم کے صدقے میں آپ پر اپنی عنایات و مہربانی عزّت و منفعت تمام کی تھی۔ جیتے جی آپ کی بڑی عزت ہوئی اور بعد پردہ فرمانے کے بھی آپ کا روضہ پُرانوار مرجع خلائق و بخشش حلائق بنا ہوا ہے مزار اقدس پر بھی وہ رعب علمی و جلال خسروی ہے کہ کلیجہ کانپنے لگتا ہے مگر افسوس ہے سوانح نگاروں پر جنہوں نے اعلیٰ حضرت کی صوفیانہ زندگی، عشق رسول و سوز جگر، حزن و ملال اور کیفیت قلبی، سرور باطنی احتیاطِ ظاہری کا کہیں پر ذکر تک نہ کیا۔ جہاں علماء کا اجتماع، فتوی کی بھرمار، علمی موشگافیاں خواہ مخواہ کی لن ترانیاں عشوہ طرازیاں اور وہ بات ہی نہیں جس کو دیکھنے کو آنکھیں ترستی ہیں۔ مولانائے محترم کی زندگی کا سب سے زیادہ آبدار پہلو عاشق رسول ہونا ہے تاکہ ایک ظاہردار نظر بین عالم ہونا اور اپنے ہمعصروں سے معاصرانہ چشمک کر کے داد حاصل کرنا تھا۔ میرے خیال میں مولانا کے جتنے بھی پرستار آج تک پیدا ہوئے سب کے سب مدارس کے فارغ علمائے دین تھے ان میں کوئی مجذوب نہیں، عشاق سرگرداں و پریشاں نہیں تھا۔ ایسا صاحبِ جلال و جمال آقا و مولا نظام الدین نہیں تھا جو اپنے پیر و مرشد کی اندرونی کیفیات، انہماک عبادت، خلوص تقویٰ و طہارت اور بےچینی و درد فرقت کی کیفیات کو پیش کر سکتا جیسا کہ ایک مرتبہ اہل مجلس سے مخاطب ہو کر آپ نے کہا تھا مفہوم یہ ہے کہ حضرت خواجہ فرید الدین کی زندگی کا اصل جوہر اور معاصرین میں ان کا امتیاز وجہ ذوق و شوق درد عشق اور جذب الٰہی دخلا مستی میں مستور رہا ہے۔ فرماتے ہیں ایک بار حضرت شیخ کبیر حجرہ میں والہانہ گشت لگا رہے تھے اور چہرے کا رنگ متغیر تھا۔ بابا فرید بیتاب ہو کر کہنے لگے "میری آرزو ہے کہ ہمیشہ آپ ہی کا ہو کر جیوں، خاک ہو جاؤں اور آپ کے قدموں کے نیچے زندگی گذرے مجھ مسکین و بیچارے کا دونوں جہاں میں مقصود آپ ہی ہیں آپ ہی کے لئے جیتا ہوں آپ ہی کیلئے مرتا ہوں

خواہم کہ ہمیشہ در وفائے تو زیم — خاک شوم و بزیر پائے تو زیم
مقصود من خستہ ز کونین توئی — از بہر تو میرم از برائے تو زیم